ماہنامہ

حشمت ضیا

مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ

(عرب شریف)

سنیت کا کام کرینگے فتاوی رضویہ عام کرینگے

ماہنامہ
حشمت ضیا
جون ۲۰۲۱ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی
(عرب شریف)

بفیض رُوحانی

قطب الاقطاب، شہباز لامکانی، غوث الاعظم سیدنا **شیخ عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ

ثم

سلطان العارفین سیدنا سرکار **بایزید بسطامی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

امام ارباب طریقت سیدنا **ابوالحسن خرقانی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

امام عاشقاں سیدنا **حسین بن منصور حلاج** رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت مفتی ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت **حضرت علامہ مفتی ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

از— مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

رُخ دن ہے یا مہرِ سما، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ، اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل اُن کو کہا، قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پر، کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازاں زہد پر، یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں فقط تیری عطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لَہو میں کھونا تجھے، شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا، فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبلِ رنگیں رضا یا طوطیِ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائقِ بخشش)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے علم حاصل کرنا

از-امام حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری رضی المولیٰ عنہ

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے وہ علم حاصل کیا جو صرف اللہ تعالی کی رضا کے لئے حاصل کیا جاتا ہے (یعنی علم دین) اور اس نے اسے اس لئے حاصل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ مال دنیا اکٹھا کرلے تو روز قیامت یہ جنت کی بو یعنی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

اسے ابوداؤد،ابن ماجہ،ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے روایت کیا۔حاکم نے کہا کہ حدیث بر شرط مسلم وبخاری صحیح ہے۔اور "باب الریا" کے شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گزر چکی ہے۔جس میں ہے کہ "ایک آدمی نے علم پڑھا پڑھایا ہوگا اور قرآن مجید کا قاری ہوگا (قیامت کے روز) اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالی اپنی نعمتیں اسے یاد دلائے گا۔ تو یہ ان کو پہچان لے گا۔ اللہ کریم فرمائے گا تونے ان میں کیا عمل کیا؟ یہ عرض کرے گا۔ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن کی قرات کی۔ اللہ تعالی فرمائے گا۔ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تونے علم اس لئے سیکھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن کی قرات اس لیے کی کہ لوگ کہیں وہ (یعنی تو) قاری ہے تو یہ کہا جاچکا ہے۔ پھر اس کے لیے حکم ہوگا اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ الحدیث، مسلم وغیرہ۔

حدیث: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے. کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا؛ جو کوئی اس لیے علم حاصل کریں کہ اس سے علماء کے ساتھ مقابلہ کرسکے تو اللہ تعالی اس کو آگ میں داخل کرے گا۔

اسے ترمذی (الفاظ انہیں کے ہیں،ابن ابی الدنیا(کتاب الصمت وغیرہ میں)،حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا اس لئے علم حاصل نہ کرو کہ اس کی وجہ سے علماء کے سامنے فخر کرو،نہ اس کی وجہ سے جہلاء کے ساتھ جھگڑا کرو اور نہ اس کے ذریعے مجالس میں برتری تلاش کرو،تو جس نے ایسا کیا (اس کے لئے) آگ ہی آگ ہے۔

اسے روایت کیا ابن ماجہ،ابن حبان فی صحیحہ اور بیہقی نے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس کسی نے اس لئے علم طلب کیا کہ اس کے سبب علماء سے مقابلہ کریں اور جہلاء سے جھگڑا کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائے تو وہ آگ میں ہوگا۔ ابن ماجہ۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے علم اس لئے سیکھا کہ اس کی وجہ سے علماء کے سامنے فخر کرے،جہلاء سے جھگڑے اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرائے تو اسے اللہ تعالی جہنم میں داخل فرمائے گا۔ابن ماجہ اضا۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے (دل میں) کہیں گے کہ امیروں کے پاس جائیں کہ ان کا مال دنیا پائیں اور اپنے دین کے سبب ان کے سامنے فخر کریں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوگا (انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نصیب نہ ہوگی) جیسا کہ پھول کی طرف سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسا ہی امیروں کی قربت سے (محمد بن صباح نے کہا کہ) گناہ ہی چنے جائیں گے۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوبصورت باتیں اس لئے سیکھیں کہ آدمیوں یا لوگوں کے دل جیت لے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ ابوداؤد۔

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔فرمایا: تمہارا اس وقت کیسا حال ہوگا جب تمہیں فتنہ پہنچے گا۔ جس میں چھوٹے خوب بڑے ہو جائیں گے، اور بڑے بہت بوڑھے ہو جائیں اور (خلاف شرع) طریقہ اپنا لیا جائے گا۔ پھر اگر اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی تو کہاں جائے گا۔یہ (تبدیلی) گناہ ہے۔(حالانکہ کہنے والے خود مبتلائے گناہ ہوں گے) کسی نے کہا: یہ سب کچھ کب ہوگا؟ جواب دیا: جب تمہارے امانت دار کم ہو جائیں گے اور مالدار زیادہ ہو جائیں گے، تمہارے فقہاء قلیل ہو جائیں گے اور قراء کثیر ہو جائیں گے۔ جب فقہ دینداری کے لیے نہیں (بلکہ دنیا داری کے لیے) سیکھی جائے گی اور آخرت کے (نیک) عمل کے ذریعے دنیا طلب کی جائے گی۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفا روایت کیا۔

حدیث:- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی المولیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آخری زمانے میں آنے والے فتنے کا ذکر فرمایا، تو حضرت عمر رضی المولیٰ عنہ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ اے علی! یہ کب ہوگا؟ حضرت علی رضی المولیٰ عنہ نے جواب دیا۔ یہ اس وقت ہوگا جب علم فقہ سیکھا جائے گا مگر دین داری کے لیے نہیں اور علم حاصل کیا جائے گا مگر عمل کے لئے نہیں۔اور عمل آخرت کے بدلے دنیا طلب کی جائے گی۔

اسے بھی عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں موقوفا روایت کیا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث گزر چکی ہے، جس میں یہ ہے کہ،(قیامت کے دن) ایک آدمی پیش کیا جائے گا جسے اللہ تعالی نے علم دیا ہوگا تو اس نے اس میں اللہ کے بندوں کے ساتھ بخل کیا ہوگا، اس علم پر لالچ اختیار کیا اور اس کے بدلہ میں دنیا کا مال حاصل کیا ہوگا، اسے روز قیامت آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔اور ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ یہ ہے وہ شخص جسے اللہ نے علم عطا فرمایا تو اس نے اس میں بندگان خدا کے ساتھ بخل کیا، اس پر لالچ اختیار کیا اور اس کے بدلہ میں دنیا کا مال خریدا، یہ آواز اسی طرح (اس کو ذلیل کرنے کے لیے) آتی رہے گی حتیٰ کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی۔

(الترغیب والترہیب، جلد ۱، صفحہ ۷۲)

☆☆☆☆☆☆

اخلاص

از: حضرت ابوالقاسم عبدالکریم ھوازن قشیری رضی المولی عنہ

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۗ

"ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلاث لا يغل عليهن قلب مسلم اخلاص العمل لله و مناصحة ولاة الامور ولزوم جماعة المسلمين۔

ترجمہ: تین باتوں پر مسلمانوں کے دل میں خیانت پیدا نہیں ہوتی
(1) اللہ کے لیے خالص عمل کرنا۔
(2) اپنے حکام کی خیر خواہی کرنا۔
(3) مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا۔

اخلاص کی تعریف:

اخلاص یہ ہے کہ ارادے کے ساتھ صرف اللہ کے لیے عبادت کی جائے یعنی وہ عبادت کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرے کوئی اور مقصد نہ ہو، نہ تو مخلوق کے لیے بناوٹ ہو نہ لوگوں سے تعریف کی خواہش ہو اور نہ ہی لوگوں سے تعریف کروانے کی محبت ہو بلکہ اللہ کے قرب کے علاوہ کوئی دوسری بات پیش نظر نہ ہو۔

یہ کہنا بھی درست ہے کہ مخلوق کی نگاہوں سے اپنے فعل کو پاک رکھنے کا نام اخلاص ہے۔

اور یہ کہنا بھی ٹھیک ہے کہ لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کا نام اخلاص ہے۔

ایک مستند حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے خبر دی اور وہ اللہ سے کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا:

الاخلاص سر من سری استود عته قلب من احببته من عبادی۔

ترجمہ: اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے میں جس بندے سے محبت کرتا ہوں اسے اس کے دل میں رکھ دیتا ہوں۔

اخلاص اللہ کے رازوں سے راز ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سر من سری استود عته قلب من احببته من عبادی)) یہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جس کو میں نے اس کے دل میں رکھا ہے جس سے محبت کرتا ہوں۔

اخلاص کے بارے اقوال:

حضرت استاذ ابو علی دقاق علیہ رحمہ فرماتے ہیں: اخلاص: مخلوق کی نگاہوں سے بچنے کا نام ہے اور صدق نفس کو اعمال دکھانے سے بچنے کو کہتے ہیں۔ پس مخلص ریاکار نہیں ہوتا اور صادق خود پسند نہیں ہوتا۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمہ فرماتے ہیں اخلاص صرف صداقت اور اس پر صبر کے ذریعے مکمل ہوتا ہے۔ اور صدق اس

صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے کہ اس میں اخلاص ہو اور اس پر مداومت اختیار کی جائے۔

حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب لوگ اپنے اخلاص میں اخلاص کا مشاہدہ کریں تو ان کا اخلاص بھی اخلاص کا محتاج ہوتا ہے۔

حضرت ذالنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تین باتیں اخلاص کی علامت میں سے ہیں۔

(1) استواء المدح والذم من العامة

ترجمہ: بندے کے نزدیک عوام کی طرف سے مدح اور مذمت ایک جیسی ہے۔

(2) نسیان روية الاعمال فى الاعمال

ترجمہ: اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا بھول جائے۔

(3) نسیان اقتضاء ثواب العمل فى الآخرة

ترجمہ: آخرت میں اعمال کا ثواب چاہنے کو بھی بھول جائے۔

حضرت ابو عثمان مغربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ کسی حالت میں نفس کا حصہ نہ پایا جائے۔ یہ عوام کا اخلاص ہے۔ خاص لوگوں کا اخلاص وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ان پر جاری ہو ان کے اپنے ذریعے سے نہ ہو۔ ان سے عباداتِ ظاہر ہوتی ہیں لیکن ان کا ان میں ذاتی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی طرف سے ریاکاری ہوتی ہے اور نہ وہ ان کو شمار میں لاتے ہیں۔ یہ خاص لوگوں کا اخلاص ہے۔

حضرت ابو بکر دقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو مد نظر رکھنا ہے جب اللہ اس کے اخلاص کو خالص کرنا چاہتا ہے تو وہ اس سے اخلاص کے دیکھنے کو بھی ساقط کر دیتا ہے لہذا وہ مخلَص (جس کو اخلاص عطا کیا گیا ہو) مخلِص نہیں۔

حضرت سھل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (لا یعرف الریاء الا مخلص) ریا کی پہچان صرف مخلص کو ہوتی ہے۔

حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (ریاء العارفين افضَل من اخلاص المريدين) عارف لوگوں کا ریا مریدین کے اخلاص سے افضل ہوتا ہے۔

حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اخلاص وہ چیز ہے جو انسان کو دشمن کے خراب کرنے سے بچاتا ہے۔

حضرت ابو عثمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ مخلوق کو دکھانا بھول جائے اور ہمیشہ خالق کے فضل کو دیکھے۔

حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ بندے کے افعال ظاہر و باطن میں برابر ہو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص وہ ہے جس سے حق سبحانہ کا ارادہ کیا جائے اور اس کے ساتھ حق کا قصد کیا جائے۔

کہا گیا ہے کہ اعمال کو دیکھنے سے آنکھوں کو بند کرنے کا نام اخلاص ہے۔

حضرت سر سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (من تزين للناس بماليس فيه سقط من عين الله تعالى)

ترجمہ: جو شخص لوگوں کے لیے اس چیز کے ساتھ زینت ظاہر کرے جو اس میں نہیں وہ اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

حضرت فضیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لوگوں کے لیے عمل کو چھوڑ دینا ریا ہے۔ لوگوں کے لیے عمل کرنا شرک (شرکِ خفی) ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تمھیں ان دونوں باتوں سے بچائے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اخلاص اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے اسے فرشتہ بھی نہیں جانتا کہ لکھ دے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ خرابی پیدا کرے اور نہ خواہشِ نفس کو اس کا علم ہوتا ہے کہ اسے اپنی طرف مائل کرے۔

حضرت رویم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اعمال میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنے والا دونوں جہانوں میں اس بدلہ نہ چاہے اور نہ ہی دونوں فرشتوں (کراماً کاتبین) سے کوئی حصہ چاہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ سے پوچھا گیا (ای شئیء اشد علی النفس ؟) کہ نفس پر کونسی چیز زیادہ سخت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا (الاخلاص لانه لیس لها فیها نصیب) اخلاص کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

کسی اور بزرگ سے اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ تم اپنے عمل پر اللہ کے سوا کسی کو گواہ نہ بناؤ۔

مخلص قلیل ہیں:

کسی بزرگ نے فرمایا: میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے حضرت سہل بن عبد اللہ علیہ الرحمہ کے پاس ان کے گھر گیا تو میں نے گھر میں سانپ دیکھا۔ میں ایک پاؤں بڑھاتا تو ایک پاؤں پیچھے کرتا۔

انہوں نے فرمایا: داخل ہو جاؤ انسان اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پہنچتا جب تک وہ دنیا کی کسی بھی چیز سے ڈرتا ہو۔ پھر پوچھا کیا تو جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتا ہے؟

فرماتے ہیں: میں نے کہا ہمارے اور مسجد کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے۔ پس انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا، تھوڑی دیر بعد میں نے مسجد کو دیکھا پس ہم اس میں داخل ہوئے اور نمازِ جمعہ ادا کی۔ پھر باہر نکلے تو آپ کھڑے ہو کر لوگوں کو دیکھتے رہے وہ نکل رہے تھے۔ فرمایا (اهل لا اله الا الله كثير والمخلصون منهم قليل) لا اله الا اللہ والے بہت لوگ ہیں لیکن ان میں مخلص تھوڑے ہیں۔

حضرت مکحول علیہ الرحمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جو بندہ چالیس (40) دن تک اخلاص سے عبادت کرتا رہے اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر پھوٹنے لگتے ہیں۔

حضرت یوسف بن حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں دنیا میں سب سے کم یاب چیز اخلاص ہے میں نے کئی بار اپنے دل سے ریا کو نکالنے کی کوشش کی مگر وہ کسی نہ کسی رنگ میں ظاہر ہو جاتی۔

حضرت ابو سلیمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب بندہ مخلص ہو جائے تو اس سے وسوسوں کی کثرت اور ریا ختم ہو جاتی ہے۔

(رسالہ قشیریہ، صفحہ ۳۷۹)

☆☆☆☆☆☆

چہرے کا حسن وزینت

از- حجتہ الاسلام امام محمد غزالی رضی المولیٰ عنہ

پھر پلکوں کی تخلیق سے اس آنکھوں کی حفاظت کے علاوہ آنکھوں اور چہرے کا حسن وزینت بھی قدرت کو منظور ہے اس لیے ان کے بالوں کو ایک انداز سے بڑا رکھا کہ زیادہ بڑے ہونے سے آنکھوں کو اذیت ہوتی اور اگر زیادہ چھوٹے ہوئے تو بھی آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتے۔ آنسوؤں کو قدرت نے نمکین بنایا کہ آنکھوں کا میل کچیل صاف ہو جائے۔ پلکوں کے دونوں اطراف کو اس سے مائل اور جھکا ہوا بنایا کہ آنسوؤں کے ذریعے آنکھوں کا میل گوشہائے چشم سے بہ کر باہر جا سکے آنکھوں پر دونوں آبروں حفاظت اور چہرے کی زینت کے لیے بنائی ہیں۔ انسان کے موزوں بال جھالر کی طرح ہوتے ہیں جو چہرے پر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو اس طرح بنایا کہ جو ایک خاص رفتار سے بڑھتے ہیں۔ تاکہ ان میں کمی بیشی کر کے ہر شخص جس وضع قطع کو پسند کرتا ہے۔ ان کو (سنت کے مطابق) بنا سکے۔ منہ اور زبان میں خدا نے کیسی کیسی حکمتیں اور قوتیں ودیعت کی ہیں منہ کے بند کرنے کے لیے بطور دروازہ دو ہونٹ بنائے کہ ضرورت پر کھولے جا سکیں اور بے ضرورت (یہاں اصل کتاب میں الفاظ صاف نہیں) کر منہ میں مضر چیزیں گھس کر نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس کے علاوہ دانتوں اور مسوڑوں کی حفاظت اور زینت بھی ان ہونٹوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہونٹ نہ ہوتے تو منہ بدنما بھی معلوم ہوتا اور غیر محفوظ بھی۔ ان ہونٹوں سے بات کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ان کی مختلف حرکات سے بعض حروف پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے مافی الضمیر کو ان کی مدد سے ظاہر کرتا ہے ان ہونٹوں کی مدد سے کھانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ لقمہ کو منہ کے اندر ادھر ادھر پلٹنے کا کام انہی ہونٹوں سے لیا جاتا ہے تاکہ کھانا داڑھوں کے نیچے رہ کر اچھی طرح چبایا جا سکے۔ گویا اس طرح یہ ہضم میں بڑی مدد پہنچاتے ہے۔

دانتوں کی ساخت

دانتوں کی بناوٹ (ساخت) کو دیکھو کہ قدرت نے ان کو بتیس ٹکڑوں میں بنایا ہے۔ سب کو ایک سالم ہڈی کے ٹکڑے کی شکل میں نہیں بنایا ورنہ منہ کے اندر اس سے بڑی اذیت ہوتی۔ موجودہ شکل میں اگر دانت میں خرابی پیدا ہو تو باقی دانت سے کام لیا جا سکتا ہے۔ ایک سالم ہڈی کا ٹکڑا ہونے کی صورت میں یہ ممکن نہ تھا۔ دانتوں سے حسن و زینت کے علاوہ ہم کتنا کام لیتے ہیں۔ اگر دانت نہ ہوتے تو کھانا کھانا دشوار ہوتا۔ اور سخت قسم کی چیزوں کا کھانا ناممکن ہوتا پھر ان کی ساخت پر غور کرو کہ کس طرح سے ان میں دندانے بنائے اور جڑوں کو کس مضبوطی سے مستحکم کیا ہے۔ کہ سخت ہڈی کو ہم دانتوں کی مدد سے پیس ڈالتے ہیں۔ اور اسی مصلحت سے اس کے ساخت کو بہت سخت رکھا کہ نرم ہونے کی صورت میں ان سے کام لینا ممکن نہ تھا یہ سب اس مصلحت سے کہ کھانا جسم کے اندر ایسی حالت میں جائے کہ جلد ہضم ہو کر بدن کا جزو بن جائے اور بدل مایتحلل ہو کر انسان کو قوت بخشے حکما کا قول ہے کہ کھانے کے ہضم کے مختلف درجات ہیں اور پہلا درجہ منہ ہے جسکو ہضم اوّل کہتے ہیں۔

دانتوں کے اطراف میں دونوں طرف داڑھیں بنائیں تاکہ سخت چیز کے کاٹنے میں ان سے مدد لی جائے۔ جڑوں کو مضبوط کیا یہ دانت

سفید رنگ کے برابر برابر ایک قطار میں آب دار موتیوں کی طرح جڑے ہوئے منہ میں کیسے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

قدرت نے منہ کے اندر رطوبت کو اس طرح پوشیدہ کیا وہ ہے کہ کھانا چبانے کے وقت پیدا ہوتی ہے کھانے میں مل کر ہضم میں مدد دیتی ہے اگر کھانے کے علاوہ منہ میں بھری رہتی تو بات کرنے میں بڑی دشواری ہوتی اور منہ کا کھولنا مشکل ہوتا۔ اور منہ کھولتے وقت رطوبت کا باہر آجانا یقینی تھا اس لیے کھانے کے قوت ظاہر ہوناتا کہ وہ کھانے کے ہضم میں مدد دے اور بعد میں اسکا غائب ہونا یہ عین حکمت اور مصلحت ہے بعد میں بس اتنی رطوبت کا رہنا ضروری ہے جس سے حلق تر رہے اور سوکھنے نہ پائے ورنہ پھر کلام کرنا دشوار ہو جائے حتّٰی کہ آلودگی کے غلبہ سے پھر سانس اور دم گھٹنے لگے اور انسان ہلاک ہو جائے۔ اس حکیمِ مطلق کی لطف و کرم کو دیکھو کہ اس نے انسان کو کھانا کھانے کے لیے لذت اور قت ذائقہ زبان میں رکھی کہ وہ اپنے موافق و مناسب چیزوں کو استعمال کرے اور خراب و بدمزہ نامناسب اشیاء کو ترک کردے۔ اس لذت کی وجہ سے کھانا کھانے میں خاص مدد ملتی ہے اور جو کھانا مزے لے لے کر کھایا جائے وہ ہضم خوب ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کو طبیعت قبول کرتی ہے۔ ورنہ بدمزہ کھانا جس کے کھانے سے کراہت ہو طبیعت اس سے متنفر ہو کر تے کی شکل میں رد کر دیتی ہے اشیاء کے سرد و گرم مناسب و نا مناسب ہونے کو انسان زبان کے ذائقہ سے محسوس کرتا ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِۙ ۝ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِۙ

کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائی اور زبان اور ہونٹ۔ (کنزالایمان)

انسان کو قدرت نے دو کان عطا کئے، کانوں میں خاص طرح کی رطوبت پیدا کی کہ وہ قوت سماعت کی حفاظت کرے اور موذی اور مرز رساں کیڑوں مکوڑوں سے کان کی حفاظت کرے۔ اور ان کو ہلاک کر ڈالے کان پر سیپی کی شکل کا دونوں طرف ایک ایک پنکھا سا بنایا کہ آوازوں کو مجمع کر کے کان کے سوراخ میں پہنچادے۔ ان پنکھوں میں خدانے ایسی تیز حس پیدا کی جو موذی جانور یا دوسری نقصان دہ چیزوں کے قریب آنے کو فوراً محسوس کرے۔ ان کانوں کو ٹیڑھا پیچادار بنایا کہ آواز اچھی طرح سے بلند ہو کر پہنچے اور موذی چیزوں کی بارگی اندر نہ پہنچ سکے۔ بلکے اُنہیں پیچدار طویل راستوں میں چلنے سے اندر پہنچنے میں تاخیر ہو اور اس کو دفع کیا جا سکے۔ اور سونے والا اسکی حرکت سے بیدار ہو جائے۔ پھر ہوا کے اندر جانے سے مسموعات (سن کر جن چیزوں کو معلوم کیا جاتا ہے) کے ادراک کرنے کی قوت بھی خدانے اس میں رکھی ہے ان بھیدوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

چہرے پر ناک بنانے کی حکمت

ناک کو دیکھئے کہ وسط چہرے پر کس خوبی سے اُسکو بلند کیا ہے جس سے چہرے پر بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی ہو گئی ہے۔ اس میں دو نتھنے بنائے ہیں ان میں قوت حاسہ شامہ کو محفوظ کیا ہے۔ تاکہ مطموعات و مشروبات کی بوؤں کو محسوس کر سکے اور خوشبو سے راحت حاصل کر سکے اور بدبو سے اجتناب کر سکے۔

اس ناک کے ذریعہ روح حیات (تازہ ہوا) کو سنگھ سکے جو قلب کی غذا ہے۔ اور باطنی حرارت کو اس کی وجہ سے تازہ کیا جا سکے، اور اس کو مناسب تازہ ہوا مل سکے۔

یہ ناک انسان کے کتنے کام آتا ہے۔ آواز کا باہر آنا اور زبان سے حروف کی ادائیگی میں زبان کا مختلف حرکتیں کرنا۔ سانس کا آنا جانا ان تمام کاموں میں ناک استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں ہوتی ہے بعض بہت تنگ اور بعض کشادہ، بعض نرم اور بعض سخت بعض لمبی

بعض چھوٹے اور ان اختلافات ہی کے باعث آوازوں میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں اس لیے دو آواز بھی آپس میں بلکل نہیں ملتیں جس طرح دو صورتیں بلکل مشابہ نہیں ہوتی۔

آواز سے بھی انسان کی پہچان ہو جاتی ہے

آواز کو سنکر بولنے والے کو اچھی طرح سے پہنچان لیا جاتا ہے جس طرح شکل و صورت سے انسان کو شناخت کیا جاتا ہے یہ بھی خدا نے بڑی حکمت رکھی ہے اور یہ اختلافات روزِ اوّل ہی سے قدرت نے رکھے ہیں چنانچہ حضرت آدم اور حوا (علیہم السلام) کو بنایا تو ان کی صورتوں میں بھی فرق رکھا اس طرح ان کی اولاد میں بھی یہ فرق نمایاں ہیں۔ یہ اختلاف و فرق بڑی حکمتوں پر مبنی ہیں اور اسکی وجہ سے ہم بہت سی دشواریوں سے نجات پاتے ہیں۔

(الحکمۃ فی مخلوقات اللہ، صفحہ ۵۷)

☆☆☆☆☆☆

مجدد اعظم

از: خلیفۂ اعلی حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ

بہر حال ہم اور آپ قرآن کریم کا سہارا لے کر اِس مہینہ کی یادگار منانے کے لئے یکجا ہوئے ہے جس مہینہ میں اللہ تعالی کا ایک مقبول بندہ اور رسول پاک کا سچا نائب علم کا جبل شاخ اور عمل صالح کا اسوہ حسنہ معقولات میں بحر ذخار منقولات میں دریائے ناپیدا کنار، اہلسنت کا امام واجب الاحترام اور اس صدی کہ باجماع عرب و عجم مجدد۔ تصدیق حق میں صدیقِ اکبر کا پرتو باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر باطل شکنی میں حیدری شمشیر، دولتِ فقہ و درایت میں امیر المومنین اور سلطنت قرآنِ و حدیث کا مسلم الثبوت وزیر المجتہدین اعلیٰ حضرت علی الاطلاق، اِمام اہلسنت فی الافاق مجدد مأۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ اعلم العلماء و قطب الارشاد علی لسان الاولیاء وہ مولانا وفی جمیع الکملالات اد لانافانی فاللہ والباقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے قدم اول اول اس خاکدان دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔

تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلامی میں اس کو حق و صداقت کا مینارۂ نور سمجھا جانے لگا۔ میری طرح سے سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہِ بلند کو آج تک کوئی نہ پاسکا۔

آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار انتہاء کے لئے اعلیٰ حضرت کے حوالے کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لیے سرمایۂ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ وپے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرمادینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی۔ عادت کریمہ تھی کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرمادیتے اور پھر ہم لوگ دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے پھر عصر و مغرب کے درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے اسی وقت مصنفین اپنی تصنیف دکھاتے، زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا ہو کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں اتنی آوازیں اور اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق واصلاح مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کا تشفی بخش جواب عطا ہو رہا ہے اور فلسفیوں کے اس خبط کی کہ لا یصدر عن الواحد الا الواحد کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں جس ہنگامۂ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرمادیا کرتے تھے یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لئے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے، اسی وقت فرمادیتے کہ رد المحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ درمختار کے فلاں صفحہ فلاں سطر

میں یہ عبارت ہے عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیریہ میں مبسوط میں ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ و سطر ارشاد فرمادیتے اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے تو صفحہ و سطر و عبارت وہی پاتے جو زبانی اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کے خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں۔

(ایک طویل واقعہ ارشاد فرمانے کے بعد فرماتے ہیں سرکار محدّث اعظم رحمہ اللہ) حضور کیا اس علم کا کوئی حصّہ عطا نہ ہوگا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا مسکرا کر فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں۔ جو کسی کو دوں۔ یہ تو آپ کے جد امجد سرکار غوثیت کا فضل و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ جواب مجھ ننگ خاندان (بطور عاجزی فرمایا ورنہ حضور ضرور فخر خاندان ہے، عبید) کے لیے تازیانۂ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے خزانہ لوٹ کر خزان والے ہو گئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پڑا رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا۔

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں۔ ہر وقت پیش نظر۔ اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاھر زد پڑتی ہے اسکی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت از بر۔ علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی۔ اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرمادیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب وتذہیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ یحیٰی نام کے سیکڑوں راویان حدیث ہیں لیکن جس یحیٰی کے طبقہ اور اسناد اور شاگرد کا نام بتادیا جاتا تو اس فن کے اعلیٰ حضرت خود موجد تھے کہ طبقہ و اسماء سے بتادیتے کہ راوی ثقہ ہے یا مجروح۔ اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وُسعت اور خداداد علمی کرامت۔ فسبحان الذی فضل عبدہ علے جمیع اھل زمانہ ولہ الحمد احمد رضائہ۔

(بریلی شریف میں حاضری کے) دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی۔ اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحۂ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کے اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت اس ذرّے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحۂ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرّے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی۔ اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی۔ بلکہ در حقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے اور کو نہیں جانتا کہ رسول پاک اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن کریم نے فرمادیا۔

وما ينطق عن الهوى ان هوا لا وحی یوحی۔

میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بیخبر تھا میرے حضور شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں۔ چند گھنٹے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام پر گیا۔ اس وقت حضرت والد قبلہ قدس سرہ کی زبان پر بیساختہ آیا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(مجدد اعظم، خطبہ صدارت، ناگپور ۱۹۷۹، صفحہ ۶)

☆☆☆☆☆☆

تقریر منیر قلب (قسط دوم)

از:- مظہر اعلی حضرت مناظر اعظم ہند شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان قادری رضوی علیہ الرحمہ

پانچویں دلیل ملاحظہ کیجئے۔ یہ تو اسلام کا دعویٰ ہے کہ میں حق اور سچا مذہب ہوں میں ستیہ دھرم اور پرم دھرم ہوں جو منش جو آدمی مجھے نہ قبول کرے مجھے نہ گرہن کرے مجھے چھوڑ دے مجھے تیاگ دے وہ کافر، ملحد، ناستک، ادھرمی ہے جہنّم، دوزخ، گھور نرک میں پڑے گا۔ مگر ہر دعوے کے لئے گواہ ہونے ضرور ہیں اسلام بھی اپنے دعوے کی سچائی پر قرآن پاک کو گواہ پیش کرتا ہے اب ذرا قرآن اور وید کا مقابلہ کر ایک دیکھیے اوّل تو ویدوں میں کس قدر تغیر و تبدیل ہوا ہے پنڈت دیانند ستیار تھ پرکاش گیارہویں سملاس صفحہ ۳۰۷ پر اس بات کا اقراری ہے کہ رگوید کی اکیس شاخیں تھیں یجروید کی ایک سو ایک سام وید کی ایک ہزار تھروید کی نو ان میں سے تھوڑی ملتی ہیں بقیہ گم ہو گئی ہیں لیجئے جس کتاب کو ایشوری گیان کہا جاتا ہے اسی کا ٹھکانہ نہیں رہا یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ کتنا ان میں سے کم ہوا ہے اور کتنا زائد۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج تمام عالم کے آریوں کو چیلنج ہے آئیں اور اپنے ویدوں کی اگنی وایو دیتہ انگرا تک سند تو بیان کریں کہ ان رشیوں سے ان آریوں تک کس کس ذریعہ کس کس وسیلے سے وید پہنچے اور وہ وسائل معتبر تھے یہ غیر معتبر مگر بحمدہ تعالیٰ کسی میں یہ ہمت نہ ہے نہ ہو سکتی ہے کے ویدوں کی رشیوں تک سند پیش کر سکے بخلاف قرآن عظیم کے آج بفضلہ تعالیٰ ہر عالم دین ہر قاری قرآن پاک کی سند اپنے استاد سے لے کر حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بلکہ خود رب العلمین جل جلالہ تک بیان کر سکتا ہے اور بتا سکتا ہے کے فلاں نے فلاں سے پڑھا اور اس نے فلاں سے پڑھا حتّٰی کہ اس نے حضور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور حضور نے جبرئیل امین علیہ السلام سے اور انہوں نے رب العلمین سے۔ پھر حفاظت کا طریقہ وہ رکھا ہے کہ دنیا زمانہ سے نرالا پتھر ٹوٹ سکتے ہیں کاغذ گل سکتا ہے لکڑی کے ٹکڑے جل سکتے ہیں لوہا، پیتل یا اور دھات زمین کھا سکتی ہے مگر قرآن پاک ان سب سے علاوہ سینوں میں محفوظ رکھا گیا جہاں نہ چور چرا سکے نہ ڈاکو لوٹ سکے پھر اسکے جلوے دیکھیے تو عالم کے اقتار واا کناف کو منور کر رکھا ہے مسلمان تو مسلمان کفار کے گھروں میں بھی موجود ہے ترجمے اس کے اردو، فارسی، پشتو، پنجابی، بنگالی، گجراتی، بھاشا، سنسکرت، انگریزی، جرمنی، لاطینی، ترکی غرض ہر زبان میں موجود ہیں بخلاف وید کے کہ اب تک اپنی کال کوٹھری سے باہر نکالی ہی نہیں آریہ دھرم کے موافق اس کا صحیح ترجمہ اب تک کسی زبان میں ہوا ہی نہیں۔ پھر قرآن مقدس کی اشاعت دیکھیے تو وہ بھی اپنی نرالی شان، انوکھی آن رکھتی ہے اوّل تو ہر مسلمان پر ہر روز پانچ وقت بیس رکعتوں میں قرآن عظیم کا کچھ حصہ پڑھنا فرض فرما دیا سنتیں اور نفل اس کہ علاوہ ہیں اور پھر سال بھر میں ایک خاص مہینہ اس کی اشاعت کے لیے مقرر کر دیا گیا جس کا نام رمضان مبارک ہے۔ اللہ اللہ اس مبارک مہینے کی آمد کا مسلمان کس شوق کیسے ذوق سے انتظار کرتا ہیں ۲۹ شعبان ہے مغرب کا وقت ہے مسلمان اس شوق میں کہ قرآن پاک سننے کا زمانہ آگیا ہے مطلع پر نگاہیں دوڑا رہے ہیں اور مثل تلاش محبوب گمشدہ ہلال رمضان کی جستجو میں نہایت بیقراری کے ساتھ نظریں آسمان پر چکر لگا رہی ہیں کہ یکبارگی چاند نظر آیا اور بیساختہ سب کی زبان سے نکل گیا "چاند مبارک" اب کیا تھا چہل پہل ہونے لگیں دھومیں مچ گئیں تمنّائے مزے پر ہیں امنگیں جوش پر ہیں قرآن پاک سننے کا شوق ہے کہ بڑے سے لے کر چھوٹے

تک بوڑھے سے لے کر بچے تک ہر ایک کے دل کا چین اور جان کا آرام ہے۔ اب اسلام کا حکم ہے کہ دن کو روزہ رکھو کھانے پینے جماع غرض نفسانی لذات ثلاثہ سے باز رہو کہ تمہارا قلب پاک ہو جائے اس میں روحانیت پیدا ہو اس کے بعد قرآن پاک سنو تا کہ اس کے فیوض وانوار سے مستنیر و مستفیض ہو سکو شام کا وقت ہے دن بھر کے بھوکے پیاسوں تھکے ہاروں نے روزہ کھولا ہے کچھ تھوڑا سے کھایا پیا ہے نفس کہتا ہے ذرا آرام کرو چار پائی پر لیٹے ہے جی اٹھنے کو نہیں چاہتا کہ ناگاہ موذن اذان دیتا ہے آرام وراحت پر لات مار کر نفس کو ملامت کرتے ہوئے قرآن پاک کے عاشق دوڑے چلے جا رہے ہیں کلام ربّانی کا عشق ہے کہ اپنے متوالوں کو بیتاب کیے ہوئے ہے دربار الٰہی تک لیے جا رہا ہے اب مسجد میں پہنچے اسلام نے حکم دیا کہ پہلے وضو کرو یعنی پاک ہو لو پھر فرض ادا کرو کہ اس کی روحانیت سے تمہارا قلب منور ہو جائے اور پھر دو سنتیں پڑھو اس پیارے آقائے نامدار کردگار سرکار ابد قرار مالک و مختار شہنشاہ تاجدار سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں جن کے مبارک ہاتھوں سے یہ قرآن تمہیں ملا۔ اب اس کے بعد ایک امام کھڑا ہوتا ہے تمام مقتدی اس کے پیچھے خداوند قدس کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اب سبوح قدوس کا فرمان شہنشاہ مقتدر کا کلام پڑھا جا رہا ہے اس کے بندے حضور قلب سے مودب ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے سن رہے ہیں اب اس وقت نہ انہیں اپنی اولاد کو خیال ہے نہ مال کا نے اپنے اعزاز اقربا کا۔ قرآن ہے اور ان اور ان کی ایمان کے جان ہے اور جان کا ایمان ہے۔ ایک مہینے میں اگر شمار کیا جائے تو اسلامی دنیا میں لاکھوں بلکہ کروڑوں قرآن پاک ختم ہو جاتے ہیں العظمة للہ کیا کوئی مذہب اسلام کے مقابل اپنے کتاب کی اپنے ماننے والوں کی ایسی جلالت وسطوت ایسی اشاعت بتا سکتا ہے۔ حاشا۔ یہ ہے ان الدین عند اللہ السلام کہ اگر کوئی مذہب عالمگیر ہو کر دنیا میں آیا ہے تو وہ ایک پیارا مذہب اسلام ہے قرآن پاک میں کمی بیشی ہونا تو درکنار ایک نقطہ کی کمی زیادتی اپنے مقام سے تغیّر تبدیل نہ کبھی ہوا نہ ہو سکتا ہے یہ ہے ان الدین عند اللہ السلام اگر کوئی مذہب الٰہی فرمان کو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے تو وہ ایک پیارا مذہب اسلام ہے۔ چھٹی دلیل سنیے۔ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں کسی آدمی سے بات نہیں کرنا چاہتا ہوں نہ پنڈت جو بولیں نے مولوی صاحب میں دونوں کی کتابوں سے سوال کرتا ہوں جس کی کتاب میرے جواب دے دے گی میں میں اسی کو مانوں گا۔ اب وہ وید سے پوچھتا ہے وید بھگوان آپ ہمیں اپدیش دیجئے آپ ہمیں بتایئے کہ آپ کس کا کلام ہے تو وید کے اندر کہیں اس کا ذکر ہے نہیں کہ وید ایشوری الہام ہے وید مہاراج خاموش ہیں وہ پوچھتا ہے آپ کی حقانیت پر کیا دلیل ہے تو وید خاموش وہ پوچھتا ہے جیسے آپ پہلے تھے ویسے ہی اب ہیں یا کچھ فرق ہو گیا ہے تو وید خاموش مگر پنڈت دیانند اپنے وید کو خاموش دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ویدوں کی بہت سی شاخیں گم ہو گئی ہیں جن کا پتا نہیں وہ پوچھتا ہے آپ کس پر نازل ہوئے تو وید خاموش وہ پوچھتا ہے جس پر آپ اُترے اس کے اوصاف بیان کیجئے تو وید خاموش۔ وہ پوچھتا ہے آپ کی باتیں یقینی ہے یا اُن میں شک بھی ہی سکتا ہے تو وید خاموش وہ پوچھتا ہے آپ سنسار میں کس کارن سے کس لیے پدھارے ہے تو وید خاموش وہ پوچھتا ہے ہم اپنے پر میشور کی پوجا کیسے کرے تو وہ خاموش وہ پوچھتا ہے کہ کون سا مذہب کون سا دین سچا ہے تو وید خاموش وہ پوچھتا ہے جو لوگ آپ کو مانیں تو اُن کو کیا ملے گا اور جو نہ مانیں تو اُن کو کیا سزا بھگتنی ہو گی تو وید خاموش غرض وید میں کسی بات کا ذکر نہیں نام نہیں وہ شخص خوشامد کرتے کرتے منتی کرتے کرتے پیاں پڑتے پڑتے ہاتھ جوڑتے جوڑتے تھک گیا مگر وید بھگوان کی چپ نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔ اب وہ وید سے مایوس ہو کر قرآن پاک کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے اے پیارے قرآن آپ ہمیں بتایئے کہ

آپ کس کا کلام ہے تو وہ فرماتا ہے تنزیل من رب العالمین میں رب العلمین کا اُتارا ہوا اس کا کلام ہوں وہ پوچھتا ہے کہ آپ کی حقانیت پر کیا دلیل ہے تو وہ فرماتا ہے وانکنتم فی ------------- یعنی دنیا میں دو ہے قسم کی چیزیں ہیں ایک انسان کی بنائی ہوئی ایک خدا کی پیدا کے ہوئی انسان کی بنائی ہوئی چیز خواہ وہ کوئی کلام ہو یہ کمال غرض اس کا مثل انسان بنا سکتا ہے اور کو انسان آدمی کی بنائی ہوئی چیز کے بے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو فوراً دوسرا انسان اس کے مثل بنا کر اس کے دعوے کو غلط ثابت کر دیگا۔ غالب ہو زبان اردو کا

(تقریر منیر قلب)

☆☆☆☆☆☆

پردے کی ابتدا کب ہوئی؟

از:- شیخ الاسلام ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی علیہ الرحمہ

مندرجہ بالا تمہید کے بعد مجھے یہ بتانا ہے کہ آیا پردہ شریعت اسلامیہ کی رو سے واجب ہے۔۔یا۔ جیسا کے ترقی نسواں کے جدید حامی دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں پردہ غیر اقوام کی تقلید سے رائج ہوگیاہے، وہ صحیح ہے؟ غور سے دیکھا جائے تو اس بحث کے چار ۴ پہلو ہیں:

۱- زن و مرد کے نامحرمانہ اختلاط کی تاحدامکان ممانعت۔

۲- عورتوں کا گھریلو زندگی سے مختص ہونا اور گھروں میں بیٹھنا۔

۳- پردے کے لیے برقع پہننا۔۔یا۔۔چادر اوڑھنا۔

۴- مردوں کا عورتوں پر حاکم ہونا۔

زن و مرد کی نامحرمانہ اختلاط کی ممانعت کا دوسرا نام پردہ ہے۔ اسلام سے پہلے عرب بھی عورتوں کے متعلق اسی جہالت و تاریکی کا شکار تھا جس کا آج یہاں کا اسلامیات سے ناواقف طبقہ اظہار کر رہا ہے۔

پردہ کا سب سے ابتدائی حکم ۵ھ میں نازل ہوا۔ جب حضور علیہ السلام نے ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔۔کہ مومن بغیر اذن کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم سرائے میں داخل نہ ہوں اور ضروریات کے لیے پس پردہ سوال کریں۔۔۔جس کی تکمیل و تعمیل کے لیے حضور علیہ السلام نے تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر پردے ڈلوا دیے اور غیر محرموں کو اندر آنے سے منع فرمادیا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتاہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کو جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے سے روکا تھا، جس پر وہ ناراض ہوگیا۔ اس حکم کے بعد ازواج مطہرات باہر نہیں نکلتی تھیں اور کشف چہرہ (یعنی منہ کھلا رکھنے) کی ممانعت تو ہو ہی چکی تھی، اب اظہار شخصیت کی بھی اجازت نہ رہی۔

آج ہمارے بعض محققین جن کو بے پردگی کی حمایت میں قلم اٹھانا ہوتا ہے، بڑے شد و مد سے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اسلام میں چہرے اور ہاتھوں کے سوا پردہ ہے، مروجہ پردہ کا جواز مطلق ثابت نہیں بلکہ 'کشف وجہ' یعنی چہرہ کھلا رکھنے کے دلائل موجود ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ سورہ نور کے چوتھے رکوع میں آیت حجاب تلاوت کیجئے سمجھ آجائے گی کہ 'پردۂ شرع' کا مفہوم کیاہے اور چہرہ داخل ستر ہے۔۔یا۔۔نہیں۔ سرکار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے: اے رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)! مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں عورتوں پر پڑنے سے روکیں، اور اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں۔یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔وہ جو کچھ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔اور اے رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ایمان والی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں مردوں پر پڑنے سے روکیں اور اپنی شرم گاہیں محفوظ رکھیں، وہ اپنا حسن ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہر کے سامنے۔۔یا۔۔اپنے شوہر کے بیٹوں کے سامنے۔۔یا۔۔اپنے بھائی۔۔یا۔۔اپنے بھتیجوں کے اور بھانجوں کے سامنے۔۔یا۔۔اپنے گھر کی عورتوں کے سامنے۔۔یا۔۔اپنے لونڈی غلاموں کے سامنے جن سے ان کی خواہش کا امکان نہیں۔۔یا۔۔ ایسے بچے ماتحتوں کے سامنے۔۔یا۔۔ایسے ماتحت مردوں کے سامنے جو عورتوں کی خفیہ باتوں

سے واقف نہیں ہو چکے۔ اور وہ اس طرح پاؤں مار کر بھی نہ چلیں جس سے ان کا مخفی حسن ظاہر ہو جائے۔ اس آیت میں حسن کا مفہوم ظاہر ہے جس میں ہاتھ پاؤں منہ اور جسم کا سارا سانچہ شامل ہے۔ ورنہ نامحرموں کے سامنے اگر ہاتھ پاؤں اور منہ کھلے رکھنے کی اجازت ہوتی تو پھر وہ کون سا حسن باقی رہ جاتا ہے جس کی باپ بیٹے بھائی بھتیجے اور بھانجے اور نوکرانیاں وغیرہ کو دیکھنے کی خصوصیت سے اجازت دی گئی ہے۔ چہرہ آنکھیں رخسارے اور رنگت ہی تو فتنہ کہ باعث ہیں، اگر یہ کھلے رکھنے کی اجازت ہے تو پھر پردے کے معنیٰ ہی فوت ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کے آیت۔۔۔ (یدنین علیھین۔۔) کے تحت میں اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے گھروں سے نکلیں تو اپنے چہروں کو سر کے اوپر سے چادروں کے ساتھ ڈھانک لیا کریں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ اسی کی تائید میں حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حج کے احرام کی حالت میں بھی اپنے چہرے ڈھانپ لیا کرتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم احرام باندھے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تھیں، پس جب کوئی ہمیں سوار راستہ میں ملتا تو ہم چادروں کو سروں کے اوپر سے اپنے چہروں پر لٹکا لیتی تھیں، پھر جب وہ گزر جاتا تو ہم چادروں کو اوپر اٹھا لیتی تھیں۔

بعض لوگوں نے قرآنی 'حسن' کا مفہوم زیورات اور سنگار لیا ہے کہ اس کو بھی چھپائیں مگر جو اس سے نہ چھپ سکے، کیا انمل اور بے جوڑ بات ہے کہ جس زیور اور سنگار سے چہرہ کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے، اس کو تو چھپایا جائے اور چہرہ کو ننگا رکھا جائے کیونکہ وہ داخل 'حسن' نہیں۔۔۔ علیٰ ھذا القیاس۔ 'جو اس سے نہ چھپ سکے اور کھلا رہ جائے'... کا مطلب بھی ظاہر ہے کہ برقع اگر ہو خوبصورت اور کپڑے کی چھڑک بھڑک ہو نہایت جاذب نگاہ تو برقع اوڑھ لینے کے بعد بھی قد و قامت اور چال ڈھال جسم کی بناوٹ اور برقع کی موزونیت کا جو نقشہ نظروں سے چھپانا ناممکن ہے اس کی اجازت ہے۔ ورنہ جس کو خدا نے استطاعت دے رکھی ہے وہ تو ڈیوڑھی سے ڈولی۔۔یا۔۔ موٹر اور ٹانگہ تک بھی پردے تان کر کھلا رہ جانے کا بھی کوئی امکان باقی نہیں رہنے دیتے، اور اب سے پہلے مسلم خواتین جو پردہ و حجاب کو اپنی عفت و عصمت کا بیش بہا خزانہ و زیور سمجھتی تھیں، یونہی ڈولیوں میں اعزا و اقارب کے ہاں جاتی آتی تھیں۔ اور یہی طریقہ شادی بیاہ ماتم و تعزیت کی تقریبات میں بھی جاری ہوتا تھا۔ اگرچہ مغرب پرستی کی وبا بعض اونچے گھرانوں اور افسر نما مسلمانوں میں داخل ہو چکی تھی، مگر وہاں بھی نمائش حسن و جمال اور آرائش خد و خال میں دور موجودہ کی حیا سوز عریانی نہ تھی۔ بہر حال۔۔۔ 'جو کھلا رہ جائے' کا ترجمہ یہ کرنا کہ۔۔۔ جتنا کھلا رہ جائے۔۔۔ ایک ایسی لغویت بنی کہ جس کی حد شاید سارا لباس اُتار کر بھی ختم نہ ہو۔ ظاہر ہے۔۔۔ کہ جو کھلا رہ جائے۔۔۔ کی معقول تشریح یہی ہے۔۔۔ کے اتنا کھلا رہ جانا جس کو ڈھانپنا کسی مزید تکلیف کا محتاج بنا دے، اس کے چھپانے کا چارہ نہ ہو۔ اب یہ چارہ بھی ہر ایک کی حیثیت اور استطاعت پر مبنی ہے۔ ذی حیثیت و مالدار بند گاڑیوں میں جائیں گے، اور غریب برقع پہن کر سڑک پر چلنے پر مجبور ہوں گے۔

ہاں! عہد نبوت کی ایک اور اصلاحی صورت بھی قابل ذکر ہے جو ممکن ہے بے پردگی کے حامی کو دلیل کا کام دے سکے، لہٰذا اس کا بیان کر دینا بھی غیر ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ یعنی اس وقت مستورات بیت الخلا اور نماز کے لیے گھر سے دو ۲ وقت نکلا کرتی تھیں، کیونکہ اُن دِنوں میں مکانوں پر بیت الخلا نہیں بنائے جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ عورتوں کو قضائے حاجت کے لئے باہر جانے سے روکا جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس رائے کے مطابق پردہ کا حکم آگیا۔ پھر سورہ نور کی آیات پردہ نازل ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو جو باہر نکلنے کی اجازت فرما رکھی تھی، اس سے بھی منع فرمادیا۔ بیت الخلا گھروں گھروں میں بنائے گئے، جس کا ذکر بُخاری اور مسلم میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں بیت الخلا بننے کا آتا ہے۔

بعض لوگ جنگوں اور دیگر مختلف ضروری سفروں میں مستورات کی شمولیت سے یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ وہ بے پردہ شامل ہوتی تھیں۔ مگر یہ ایک خیالی نقشہ سامنے رکھ کر تاویل کی جاتی ہے۔ ورنہ وہ اس وقت کی فضا اور حالات سے واقف ہوں یہ تکلف نہ کریں۔ یاد رہے کہ اُمہات المومنین اور صحابیات نزول آیات حجاب کے بعد کبھی بے نقاب جنگوں اور سفروں میں شریک نہیں ہوئیں، بلکہ ان کو ہودج میں سوار کیا جاتا تھا جہاں منہ ڈھانپے جانے کے علاوہ ان کے کپڑے اور وجود بھی پوشیدہ رہتا تھا۔ غزوات کے بیان میں اس کی تمام تصریح موجود ہے۔ اس وقت پر نگاہ ڈالیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو کئی اہم کام ایسے پیش آتے ہیں جن میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے کی اہمیت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے، مثلاً: خلافت کی بحث، سقیفہ بنی ساعدہ کا مشورہ، بنی ہاشم کا مشورہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اور دیگر اختلافی مسائل۔ مگر اُمہات المومنین تشریف لے جا کر بے پردہ شریک نہیں ہوئیں، بلکہ صحابہ نے خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بالواسطہ۔۔یا۔۔بلا واسطہ پس پردہ مشورہ طلب کیا ہے۔ یہی کیفیت جنگ جمل میں حضرت صدیقہ رضی المولیٰ عنہا کی تھی۔

(دختر ملت، صفحہ ۳۰)

☆☆☆☆☆☆

مخالفین کا اعتراض کہ "اہل سنت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے لیکن بے عمل ہیں" کا جواب

از- خلیفۂ حجتہ الاسلام علامہ پیر محمد عنایت اللہ قادری رضوی علیہ الرحمہ

مولوی خالد محمود نے کہا ہے کہ بریلوی نماز نہیں پڑھتے۔ بریلوی روزے نہیں رکھتے۔ بریلوی بے عمل ہیں وغیرہ۔ لہٰذا یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدار کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان کا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ خالد محمود کا یہ کہنا کہ بریلوی نماز نہیں پڑھتے بریلوی روزے نہیں رکھتے۔ یہ مولوی خالد محمود کا ہم پر صریح بہتان ہے۔ اگر مولوی خالد محمود کا مقصود وہ لوگ ہیں جو شامت اعمال کی بنا پر ایسا کرتے ہیں تو وہ تو تمہارے مسلک میں بھی موجود ہیں تم قسم اٹھا کر کہہ سکتے ہو کہ کوئی بھی دیوبندی نماز نہیں چھوڑتا کوئی بھی دیوبندی روزہ نہیں چھوڑتا لہٰذا اس طرح کی بد عملی تمہارے مسلک میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا مولوی خالد محمود کا یہ کہنا کہ یہ محبت رسول کے دعویدار کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں مولوی خالد محمود کی بات سے ثابت ہوا کہ اگر بندہ نمازوں میں کوتاہی کرتا ہو۔ روزوں میں کوتاہی کرتا ہو اور محبت رسول عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ آیئے میں آپ کو بُخاری شریف کتاب الحدود سے ایک روایت سناتا ہوں۔ خود سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروا لیتے ہیں کہ بے عملی کی بنا پر بندہ محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتا ہے یہ نہیں۔

عن عمر بن الخطاب ان رجلا علی عهد النبی صلی الله علیه و سلم کان اسمه عبدالله وکان یلقب حمارا

"حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔"

وکان یضحك رسول الله صلی الله علیه وسلم

"وہ آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔"

وکان النبی صلی الله علیه وسلم قد جلده فی الشراب

"اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر اس پر کئی بار حد بھی جاری فرمائی۔

فاتی به یوما فامر به فجلد

شاید اس نے اپنی دیرینہ عادت سے مجبور ہو کر پھر شراب پی لی" جس پر اسے ایک دن اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑے مارے جانے کا حکم صادر فرمایا جس پر اس کو کوڑے مارے گئے۔

فقال رجل من القوم اللهم العنه ما اکثر مایوتی به

"پس لوگوں میں سے ایک نے کہا اے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرما یہ کتنی بار شراب پینے کے جرم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے۔"

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تلعنوہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس پر لعنت نہ کرو۔" فواللہ مجھے اللہ کی قسم

ما علمت انہ یحب اللہ و رسولہ (۱۰)

"میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔"

اب بتاؤ خالد محمود! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک شراب پینے والے شخص کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں کہ میں جانتا ہوں کے یہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور تو نماز پر کوتاہی اور روزوں پر کوتاہی کرنے والے سنی مسلمان کے محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے دعویٰ کو جھوٹ پر مبنی بتا رہا ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو ایمان والا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل و جان سے زیادہ محبت رکھنے والا شخص ہے اس کا دل کس طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو سکتا ہے۔

سنا ایمان کس کو کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل دینا۔

مومن وہ ہے جو دل بھی دے جسم بھی دے۔

کافر وہ ہے جو نہ دل دے نہ جسم ہی دے۔

منافق وہ ہے جو دل نہ دے جسم دے۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر نقطہ چینی کرے جان لیں اس کے دل میں ایمان نہیں۔ اب دیکھیں کون کون سے فرقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نقطہ چینی کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث پڑھ کر، منافق قرآن پاک پڑھتے تھے۔ نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مسجد نبوی میں پڑھتے تھے۔ روزہ رکھتے تھے جتنے اسلام کے ظاہری اعمال ہیں ان پر عمل کرتے تھے۔ بتاؤ جنّتی ہیں؟ نہیں کیا ہیں؟ دوزخی ہیں۔

بتاؤ نمازیں نہیں پڑھتے تھے؟ روزے نہیں رکھتے تھے؟ قرآن پاک نہیں پڑھتے تھے؟ پھر دوزخی کیوں ہوئے؟ جسم دیا ہے مگر دل نہیں دیا۔ ایمان والا جسم کا مالک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے اور دل کا مالک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد کے میں دنیا سے مسلمان گیا

(خطبات شیر اہلسنت، صفحہ ۲۵۵)

☆☆☆☆☆☆

مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو (قسط دوم)

از: شہزادۂ مفتیِ جاورہ حضرت علامہ مولانا محمد نوری رضا صاحب قادری علیہ الرحمہ پیلی بھیتی

عقائد اہلسنت	عقائد مودودی
7) اہل سنت کے نزدیک استطاعت سبیل کے باوجود حج نہ کرنے والا گنہگار ہے۔اور فاسق اس وقت ہوگا کہ چند سال حج نہ کرے در مختار میں ہے "جب حج کے لئے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اسی سال میں اب اور تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا ادا ہی ہے قضا نہیں البتہ حج کی فرضیت کا منکر کافر ہے، صحابہ و تابعین و محدثین وفقہا و مفسرین ائمہ مجتہدین و علماء و مشائخ نے تارک حج کو مسلمان ہی کہا۔اس کے جنازے کی نماز پڑھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا۔ (قرآن وحدیث وفقہ) مگر مودودی کے نزدیک یہ سب حضرات معاذاللہ قرآن سے جاہل ہوئے امت مسلمہ کا ایک فرد بھی مودودی کفری مشین سے نہ بچ سکا)	7) مودودی کے خیال میں صرف ترک حج کرنے والا کافر ہے جو اس کو مسلمان کہے و قرآن سے جاہل ہے ملاحظہ ہو" رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے۔دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں کچھ یورپ آتے جاتے حجاز کے ساحل سے گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ (خطبات حصہ پنجم حقیقت حج صفحہ ۳۰)
8) اہل سنت کے نزدیک مسلمان ترک نماز و روزہ و حج و زکوۃ سے ہر گز کافر نہیں ہو سکتا البتہ گنہگار و فاسق ضرور ہے اگرچہ ایک ہی وقت کی نماز قصداً چھوڑے مگر کافر ہر گز نہیں۔یہ خوارج معتزلہ کا مذہب ہے جو ترک فرائض پر کفر کا فتویٰ لگاتے پھرتے ہیں اہل سنت کے نزدیک فرض کا قصداً ترک ضرور کبیرہ ہے۔مگر کوئی مرتکب کبیرہ کافر نہیں چنانچہ اہل سنت کے عقائد میں ہے کہ مرتکب کبیرہ مسلمان ہے اور جنت میں جائیگا۔خواہ اللہ عزوجل محض اپنے فضل و کرم سے اس کی مغفرت فرمادے یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بعد یا اپنے کیے کی سزا پانے کے بعد۔اس کے بعد جنت سے کبھی نہیں نکالا جائے گا۔ (قرآن عظیم واحادیث فقہ)	8) مودودی کے نزدیک نماز روزہ حج و زکوۃ میں سے ایک بھی کوئی شخص ترک کرے تو ادا کیے ہوئے باقی ارکان بھی برباد کلمہ پڑھنا بھی اکارت اور وہ خود کافر و مرتد ہو گیا۔ملاحظہ ہو۔"اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ (خطبات صفحہ ۸۵) قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکات کا پابند نہ ہوں (خطبات ۱۳۳) ان دوارکانوں (نماز روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے۔ (خطبات زکوۃ ۱۳۰) اگر وہ خدائی پریڈ کا بگل سنکر جنبش نہیں کرتے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی عملی زندگی کے لیے تیار نہیں اس کے بعد ان کا خدا کو ماننا اور رسول کو ماننا محض بے معنی ہے۔ (خطبات صفحہ ۸۶-۸۵)

9) اہلسنت کے نزدیک صرف چار مذہب ہیں اور چاروں برحق ہیں فی زمانہ جو ان چاروں سے جدا ہو وہ بدعتی ہے گمراہ ہے گمراہ گر ہے اہل نار ہے۔علمائے امت اتفاق کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم پر نجات پانے والی جماعت یعنی اہلسنت و جماعت کی پیروی واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی توفیق اہلسنت و جماعت کی موافقت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب و ناراضگی اہلسنت و جماعت کی مخالفت میں ہے اور بلاشبہ یہ نجات پانے والا گروہ صرف چار مذہبوں میں مجتمع ہو گیا ہے اور وہ حنفی شافعی مالکی اور حنبلی ہیں اور جو فی زمانہ ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ اہل بدعت و جہنمی ہے۔ (طحطاوی شریف)	9) مودودی کے نزدیک غیر مقلدین حق پر ہیں ملاحظہ ہو "تمام مسلمان ان چار فقہوں کو برحق جانتے ہیں البتہ یہ ظاہر ہے کہ ایک معاملہ میں ایک ہی طریقہ کی پیروی کی جاسکتی ہے چاروں مختلف طریقوں کی پیروی نہیں کی جاسکتی اسلئے اکثر علماء کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان چاروں میں سے کسی ایک کی پیروی کرنی چاہیے ان کے علاوہ علماء کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ کسی خاص فقہ کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں علم رکھنے والے آدمی کو براہِ راست قرآن و حدیث سے احکام معلوم کرنا چاہیے اور جو لوگ علم نہ رکھتے ہوں انہیں چاہئے کہ جس عالم پر ان کا اطمینان ہو اسکی پیروی کریں یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور اوپر کے چاروں گروہوں کی طرح یہ بھی حق پر ہیں۔ (دینیات صفحہ ۱۴۷)
10) اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء و اولیاء اور ائمہ خدا کے یہاں گنہگاران امت کے لیے شفیع ہیں حتٰی کہ کعبہ حاجیوں کے لئے اور کچا بچہ اپنے ماں باپ کے لئے شفیع ہے ان سب کے آقا رسول کریم ہیں جو شفاعت کبریٰ کے منصب سے نوازے گئے پھر ان کو مظہر عون الٰہی مانتے ہوئے ان سے مدد مانگنا اور مراسم تعظیم و تکریم بجالانا مدار ایمان ہے اور نذر و نیاز پیش کرنا بھی جائز ہے۔ (قرآن عظیم وحدیث وفتاوے)	10) مودودی کے نزدیک کسی کو شفیع مان کر ان سے مدد مانگنا ان کو خدا بنالینا ہو گیا یعنی ان سے مدد مانگنے والے مشرک ہیں۔ ملاحظہ ہو "کسی کو خدا کے ہاں سفارشی قرار دے کر اس سے مدد کی التجا کرنا اور اس کے ساتھ مراسم تعظیم و تکریم بجالانا اور نذر و نیاز پیش کرنا اس کو آلہ بنانا ہے۔ (قرآن کی چار بنیادی اصلاحیں صفحہ ۲۲)
11) اہلسنت کے نزدیک کسی بزرگ کے نام سے جانور پالنے اور اس کو اللہ کے نام پر ذبح کرکے اس کا ثواب بزرگوں کو پہچانے میں کوئی حرج نہیں کسی بزرگ کے نام پر جانور پالنے سے وہ جانور حرام نہیں ہو جاتا اس کو غیر اللہ کے لئے قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔ قبروں کی زیارت بہترین افعال سے ہے اسے قبروں کا حج کہنا اعلیٰ درجے کی خباثت ہے خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے زیارت قبور کا حکم دیا	11) مودودی کے نزدیک بزرگان دین کے مزاروں کی زیارت کرنا مزارات کا حج کرنا ہے جو بدترین افعال سے ہے۔ اور اللہ کے نام پر جانور ذبح کرکے ایصال ثواب کے بعد غربا و مساکین میں تقسیم کرنا غیر اللہ کے لئے قربانی ہو گئی۔ بزرگوں کے مزار کی زیارت قتل و زنا کے گناہ سے بدتر ہے ملاحظہ ہو "تم غیر اللہ کے لئے قربانیاں کرتے ہو اور مدار صاحب اور سالار صاحب کی قبروں کا حج کرتے ہو یہ تمہارے بدترین افعال ہیں۔ (تجدید صفحہ ۹۳) جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے

<table>
<tr>
<td>اور اپنے قبر انور کی زیارت کرنے والوں کو وجوب شفاعت کا مژدہ سنایا۔
(احادیث کریمہ وفقہ)</td>
<td>اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی کسی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کم ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے۔ (تجدید ۹۷)</td>
</tr>
<tr>
<td>12) اہلسنت کے نزدیک دنیا کو چھوڑ دینا اور گوشوں اور کونوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہنا یا تسبیح پر دُرود شریف یا کلمہ شریف یا استغفار وغیرہ پڑھنا یقیناً خدا کی عبادت ہے اور بلاشبہ اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔
(قرآن وحدیث)</td>
<td>12) مودودی صاحب کے نزدیک گوشوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہنا عبادت ہی نہیں اور اس سے خدا بھی خوش نہیں ہوتا ملاحظہ ہو "صرف اس لئے کہ خدا خوش ہوگا پس دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا اور تسبیح ہلانا عبادت نہیں (حقیقت صوم وصلاۃ صفحہ ۱۸)</td>
</tr>
<tr>
<td>13) علمائے احناف کے نزدیک داڑھی کی حد شرعی ایک قبضہ ہے اس سے کم کرنا یا منڈانا مکروہ تحریمی وفسق ہے۔اس سے آدمی مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے۔ (کتاب الآثار شریف وفقہ)</td>
<td>13) مودودی کے نزدیک داڑھی کی کوئی حد شرعی نہیں ملاحظہ ہو "داڑھی کے متعلق شارع نے کوئی حد مقرر نہیں کی علماء نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے بہر حال وہ ایک استنباطی چیز ہے۔
(رسائل ومسائل صفحہ ۱۷۶)</td>
</tr>
<tr>
<td>14) اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ مودودی کے حکم سے خدا کا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا حد زنا شادی شدہ کے لئے رجم اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور حد قذف اسی کوڑے قرآن عظیم کی نص صریح سے ثابت ہے اس کا انکار ہی کفر وارتداد کو کافی ہے اور پھر اس حکم خداوندی کو ظلم بتانا اعلیٰ درجہ کا ارتداد ہے اور حد زنا وحد قذف پر حدیثیں تو بے شمار ہیں جن کا بیان اس مختصر میں دشوار ہے۔ (قرآن وحدیث)
مگر مودودی نے ان سب کو ختم کر کے ایک نئی شریعت گڑھ لی اور زنا کاری کا دروازہ کھول دیا۔</td>
<td>14) مودودی کے نزدیک زنا کی حد لگانے کا حکم خدا کا ظلم ہے ملاحظہ ہو "جہاں مدرسوں میں دفتروں میں کلبوں اور تفریح گاہوں میں خلوت وجلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہوں۔اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ بہت معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔
(تفہیمات دوّم صفحہ ۲۸۱)</td>
</tr>
</table>

15) حکم خدا ہے کہ (آیت) چرانے والا مرد اور چرانے والی عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ سزا ہے ان کے فعل کی اللہ کی طرف سے سرزنش ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے، اس حکم خدا کو نہ ماننا کفر و ارتداد پھر اس کو ظلم بتانا کفر بالائے کفر اور شریعت مصطفویہ علی صاحبہا و آلہ الصلوۃ والتحیۃ کا کھلا انکار ہے۔

15) مودودی صاحب اپنی امت کو زناکاری کی سزا کی طرح چوری کی سزا سے بھی بچانے کے لئے نئی شریعت گڑھ کر چوری و زناکاری کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "اسی طرح حد سرقہ کو بھی قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اسی سوسائٹی کے لئے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول و قوانین پوری طرح نافذ ہوں قطع ید اور اسلامی نظم معیشت میں ایسا رابطہ ہے جس کو منقطع نہیں کیا جا سکتا جہاں یہ نظم معیشت قائم ہو وہاں قطع ید ہی عین انصاف اور مقتضائے فطرت ہے اور جہاں نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے۔(تفہیمات، حصہ دوم، صفحہ ۲۸۲، ۲۸۱)

ایسی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا بھی بعض حالات میں ظلم ہو گی۔

(تفہیمات، حصہ دوم، صفحہ ۲۸۲، ۲۸۱)

(ماخوذ از:- مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو قسط دوم)

درجات شدت علی اعداءالدین

از: نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر علامہ مولانا فاران رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

البتہ شدت علی اعداءالدین کے بھی تین درجے ہیں۔

اول: شدت بالیدوالسنان۔ یعنی ہاتھ اور تلوار سے کام لے۔ کہ بدمذہبوں بے دینوں کو بدمذہبی و بے دینی سے زنادقہ و مرتدین کو زندقہ و ارتداد سے باز رکھنے کی کوشش کرنا یہ تو صرف اصحاب فوج وسطوت سلاطین اسلام پر فرض ہے۔

دوم: شدت بالقلم واللسان۔ یعنی قلم وزبان سے تحریرا و تقریرا بدمذہبوں، بے دینوں، لامذہبوں، بددینوں، زندیقوں، مرتدوں کی بدمذہبیاں بے دینیاں ان کے عقائد فاسدہ و معتقدات کفریہ ان کے عیوب اور نقائص ان کی برائیاں کھلّم کھلاّ جلسوں، محفلوں، مناظروں، کتابوں، رسالوں میں بیان کر کے سُنی مسلمانوں کے اسلام وسنیت کو محفوظ رکھنے کے لئے ان خبثاء سے نفرت دلانے، ان سے دور رکھنے کی کوشش کرنا یہ حضرات علمائے شریعت و مشائخ طریقت پر فرض ہے اور اپنے اور اپنے احباب و متعلقین کے دین و مذہب کے تحفظ کے لئے بدمذہبوں بے دینوں گمراہوں مرتدوں سے دور و نفور رہنا، ان کے ساتھ کھانے پینے سلام و کلام کرنے اٹھنے بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے، ان کی تقریریں سننے، ان کی تحریریں دیکھنے سے قطعاً پرہیز رکھنا اور اپنے احباب و متعلقین کو ان خبثاء و مرتدین کی خباثتوں، بے دینیوں پر مطلع کر کے ان سے بری و بیزار کرتے رہنا، یہ تمام مسلمانانِ اہلِ سنت پر فرض ہے۔ اور جس کسی کو جب کبھی جہاں کہیں شدت علی اعداءالدین کے اُن درجات پر عمل کرنے کی قدرت واستطاعت معاذاللہ نہ رہے۔

سوم: تو تیسرا درجہ **شدت بالقلب والجنان۔** یعنی اُن خبثاء و مرتدین سے قلبی نفرت دلی بیزاری رکھنا یہ تو ہر سُنّی مسلمان پر فرض یقینی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے یقیناً سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم فرماتے تھے۔ ضرور ضرور قیامت کے قریب دجال ہوگا اور دجال سے پہلے تیس یا تیس سے زیادہ اور جھوٹے (دجال) ہونگے۔ ہم لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ان کی پہچان، نشانیاں کیا ہیں؟۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس وہ حدیثیں لائیں گے جن کے تم لوگ مامور و عامل نہ ہوگے تاکہ ان گڑھی ہوئی حدیثوں کے ذریعہ سے تمہارے دین و مذہب کو بدل دیں، خرابی کر دیں۔ تو جب تم اُن لوگوں کو دیکھنا تو اُن سے دور رہنا اور اُن سے دشمنی وعداوت رکھنا۔ رواہ الطبرانی۔

اور اوپر جو حدیث شریف گزری کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ واعلٰی آلہٖ وسلم اهل البدع کلاب اهل النار یعنی بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتےّ ہیں۔ مسلمان کو اُن بدمذہبوں جہنمی کتوں سے کم از کم اتنا دور رہنا چاہئے جتنا دنیا کے زہریلے دیوانے کتےّ سے دور رہتا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ و اعلٰی آلہٖ وسلم اهل البدع شرالخلق والخلیقة یعنی بدمذہب لوگ سارے انسانوں سے بدتر ہیں اور سب جانوروں سے کمینے ہیں۔

عزیز برادرانِ اہلِ سنت ! اِن مقدس فرامین پر عمل کرو یہی خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واعلیٰ آلہٖ وسلم کا حکم اور شریعت مطہرہ کی تعلیم ہے اور انہیں ارشادات کی روشنی میں گامزن رہو اور تمام بدمذہبوں، بددینوں، مرتدوں، وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خارجیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، مرزائیوں، قادیانیوں، بابیوں، آغاخانیوں، خاکساریوں، احراریوں، کانگریسیوں، مسلم لیگیوں، سیاسی لیڈروں سب سے دور نوفور رہو۔ اور حتی الوسع اُن سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو۔ اسی میں تمہاری کامیابی و صلاحِ دنیا و فلاح و نجاتِ آخرت ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضامندی حاصل ہوگی۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ آپ سب کو اور اس حقیر فقیر کو اُن فرامین اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور مذہبی تصلب و پختگی عطا فرمائے۔ آمین

{مجمع البحار فی نجات یوم القرار، صفحہ ۸۵}

☆☆☆☆☆☆

ردِّ وہابیہ فرض اعظم ہے

جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین (اللہ تعالیٰ ان کو بے یارومددگار چھوڑے۔ت) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے۔۔۔۔۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں، گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں، حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما ظہرت الفتن اوقال البدع فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذٰلک فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللّٰہ منہ صرفا ولاعدلا

جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل، جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہو گی۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۱، صفحہ ۲۵۶)

مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ